تاریخ کے جھروکوں سے

انتخاب: ابو غضنفر آل محمد

ایک رہزن نما پادری

پادری لوگوں کا ایمان ہی نہیں مال بھی لوٹتے ہیں / مہمان نواز پادری ڈاکو نکلا

مورخین لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک فوجی شام کے علاقے میں ایک بستی کی طرف جا رہا تھا۔ جب اس نے چند فرسخ کا راستہ طے کر لیا تو وہ تھک گیا۔ اس کے پاس ایک خچر یا تھی جس کے اوپر سفر کا ضروری سامان لدا ہوا تھا۔ شام کا وقت بھی قریب آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا گرجا گھر ہے اور اس میں ایک راہب ہے۔ راہب نے اسے دیکھ کر استقبال کیا اور اس نے اپنے پاس رات گزارنے کے متعلق پوچھا تاکہ وہ کسی طرح سے مہمان نوازی کا انتظام کر سکے۔ چنانچہ اس فوجی نے رات میں قیام کے بارے میں حامی بھر لی۔

فوجی کہتا ہے کہ جس وقت میں گھر جا گھر میں داخل ہوا تو مجھے پادری کے سوا کوئی دوسرا نظر نہ آیا۔ اتنے میں پادری نے میری خچر یا کو ایک طرف لے جا کر باندھ دیا اور اس کا گھاس چارہ کیا اور میرا اسباب ایک کمرے میں لے کر رکھا۔ گرم پانی لایا' سردی کڑا کے کی پڑ رہی تھی۔ برف گرنے کا زمانہ تھا۔ آگ جلائی اور بہت عمدہ کھانا میرے لئے لایا۔ چنانچہ میں نے کھانا کھایا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو سونے کی تیاری کرنے سے پہلے میں نے اس سے یہ معلوم کیا کہ بیت الخلاء کدھر ہے؟

اس نے بتایا کہ بیت الخلاء اوپر ہے اور اس کا راستہ مجھے دکھلایا۔ جب میں رفع حاجت کے لئے اوپر پہنچا اور بیت الخلاء کے دروازے پر قدم رکھا تو ایک بڑی سی چٹان پر نظر پڑی اور میں نے اس پر جیسے ہی قدم رکھا دھم سے میدان میں گرجا گھر سے باہر آ گرا۔ گویا اس بدبخت نے وہ چٹائی چھت سے باہر اس طرح لٹکائی تھی کہ اس پر ذرا سا بوجھ پڑے تو فوراً آدمی جا گرے۔ میں نے گرنے کے ساتھ شور مچانا شروع کیا مگر پادری نے کوئی جواب نہ دیا۔ خیر مجھے چوٹ تو ضرور آئی مگر کوئی ہڈی وغیرہ نہیں ٹوٹی تھی۔ اس برفباری کے عالم میں جاڑے سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ آخر کار برف سے بچنے کے لئے گرجا گھر کے دروازے کی محراب میں کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں اوپر سے ایک بہت وزنی پتھر آ کر گرا۔ اگر مجھ پر گرتا تو پیس کر رکھ دیتا۔ میں وہاں سے نکل کر بھاگا۔ وہ پادری مجھے گالیاں دیتا رہا جس سے میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو اس پادری بدبخت کی شرارت ہے جو مجھے لوٹنے اور جان سے مارنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

جب میں محراب سے باہر نکلا تو برف باری کے عالم میں کھلے آسمان کے نیچے کھڑا ہوا تھا۔ میرا سارا بدن اور کپڑے بھیگ گئے۔ تب میں نے سوچا جان بچانے کی کوئی صورت اختیار کرنی چاہئے۔ ورنہ میں صبح تک اکڑ کر مر جاؤں گا۔ اس وقت میرے ذہن میں یہ تدبیر آئی کہ ایک دو تین دھڑی کا پتھر ڈھونڈ کر اسے اپنے کندھے پر رکھ کر اِدھر سے اُدھر میدان میں بھاگوں۔ چنانچہ میں نے یہی تدبیر اختیار کی جس کی وجہ سے جسم میں گرمی آگئی۔ پھر پتھر اتار کر کچھ دیر کے لئے آرام کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر سردی نے پریشان کیا تو پھر پتھر اٹھا کر یہی ورزش کی۔ غرض کہ میں صبح تک یہی کرتا رہا۔ سورج نکلنے سے پہلے میں نے گرجا گھر کے دروازے کھلنے کی آواز سنی۔ میں نے جو آگے بڑھ کر غور سے دیکھا تو پادری باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے وہاں مجھے تلاش کیا جہاں میں رات کو بالائی منزل سے نیچے گرا تھا۔ جب اس نے وہاں نہ پایا تو بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ارے آخر وہ مسافر کہاں گیا۔ میں نے پادری کی بات سن لی۔ اتنے میں پادری آگے چلا اور میں اس کے پیچھے سے آہستہ سے گرجا گھر کے دروازے میں داخل ہو گیا اور کواڑ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ پادری مجھے تلاش کر کے تھوڑی دیر کے بعد لوٹ آیا اور آ کر دروازہ بند کرنے لگا۔ میں ایک طرف چھپا کھڑا ہی تھا۔ جوں ہی وہ پلٹا اور میری طرف کو

اس کی نگاہ اٹھنے ہی والی تھی کہ میں نے خنجر نکال کراس کو نیچے گرا کر اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا اور اسے ختم کر کے میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر گرجا گھر کا دروازہ بند کر کے میں اوپر گیا۔ آگ جو پہلے سے سلگ رہی تھی اسے اور مزید لکڑیاں ڈال کر روشن کیا اور خوب سینک کر اپنے بدن میں گرمی پیدا کی۔ اس کے بعد گیلے کپڑے اتار کر اپنے سامان میں سے دوسرے کپڑے نکال کر پہنے اور پادری کی چادر اوڑھ کر سو گیا۔ رات کا جاگا ہوا تھا۔ چنانچہ مجھے خوب نیند آئی۔ عصر کے وقت تک سوتا رہا۔ آنکھ کھلی تو بھوک لگ رہی تھی۔ اٹھ کر گرجا میں گھوما پھرا۔ باورچی خانہ میں گیا تو کھانے پینے کا اچھا خاصہ ذخیرہ ملا۔ سیر ہو کر کھانا کھایا تو جان میں جان آئی اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوئی۔

وہیں مجھے گرجا کے دیگر کمروں کی چابیاں مل گئیں اب میں نے سکون کے ساتھ ایک ایک کمرہ کھول کر دیکھا تو وہاں ہر طرح کے سامان کے انبار لگے ہوئے تھے۔ قیمتی چیزیں' سونا اور چاندی سواریوں کے کجاوے' قسم قسم کے آلات' طرح طرح کے اسباب سے بھرے پڑے تھے۔ جس سے میں نے خوب سمجھ لیا کہ پادری ایک قسم کا رہزن تھا جو کسی مسافر کو تنہا ادھر سے گزرتے دیکھتا تو جس طرح اس نے میرے ساتھ معاملہ کیا ایسا ہی معاملہ دوسروں کے ساتھ بھی کرتا ہوگا اور اسے دھوکہ سے مار کر اس کے سامان پر قبضہ کر لیتا ہوگا۔ اب میں نے سوچا اتنے بڑے ذخیرے کو کس طرح یہاں سے منتقل کروں اور اپنے بارے میں ادھر سے گزرنے والوں کو شبہ نہ پیدا ہونے دوں۔ تو اچانک یہ تدبیر ذہن میں آئی کہ صبح کو پادری کا لباس پہن لیا اور اسے پہن کر گرجا کے اوپر جاتا اور چھت پر ٹہلنے لگتا۔ نیچے سے گزرنے والے یہ سمجھتے کہ وہی پادری ہے اور جانے والے قریب آتے تو میں پشت کر کے دوسری طرف چلا جاتا۔

اسی طرح چند روز گزارے کسی کو میری حالت کا پتہ نہ چل سکا۔ اس کے بعد میں نے تلاش کر کے دو خرجیاں نکالیں ان پر بہت سا قیمتی اور اچھا اچھا سامان بھر لیا۔ پھر پادری کا لباس اتار کر اپنے کپڑے پہن کر اور یہ خرجیاں اپنے خچر پر لاد کر پاس کی بستی میں گیا اور ایک مکان کرایہ پر لے کر اس میں ٹھہر گیا اور موقع بہ موقع اس گرجا کے سامان کو اس مکان میں خچر پر لاد کر منتقل کرتا رہا۔ چونکہ سامان بہت تھا اس لئے خچر یا پر شروع شروع میں وہی چیزیں منتقل کیں جو اپنے سائز اور وزن کے لحاظ سے تو کم مگر قیمتی اور عمدہ تھیں۔ البتہ وزنی اور بڑی چیزیں وہیں چھوڑ دیں۔ آخر ایک دن میں نے اس کا بھی بندوبست کیا۔ بہت سے خچر اور گدھے کرائے پر حاصل کئے اور کچھ مزدور لئے اور یہ سب سامان لاد کر ایک قافلہ کے ہمراہ وہاں سے چل پڑا اور تمام مال غنیمت لے کر اپنے گھر آ گیا۔ سامان کافی قیمتی تھا اور کافی تعداد میں تھا چنانچہ اسی ہزار درہم اور کافی اشرفیاں اور بہت ہی نفیس و قیمتی سامان میرے ہاتھ آیا اور میں نے اس میں سے قیمتی قیمتی سامان زمین میں دفن کر کے چھوڑ دیا جس کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ (ماخوذ از حیاۃ الحیوان)

بقیہ۔ زلزلے کی صورت میں عذاب الٰہی

میں رکھنا چاہئے۔ اگر تم نے اللہ کا خوف دلوں سے نکال دیا تو تمہارا انجام وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے برادر ملک ترکی کا ہوا ہے۔ اس عظیم سانحہ پر ہمیں جہاں دکھ اور تکلیف ہے وہاں یہ سانحہ ہمارے لئے درس عبرت بھی ہے۔ جہاں پر دکھ کا اظہار کرتے ہیں وہاں ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر اپنے عملوں پر غور کریں کہ کہیں ہمارے اعمال بھی ان جیسے تو نہیں۔ کہیں ہم بھی اسلام سے دور تو نہیں ہوتے جا رہے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کائنات کے ہنگاموں' سانحات اور واقعات سے عبرت پکڑتے ہو گناہوں کی زندگی سے پلٹ کر نیکی کی زندگی کا آغاز کر دیں۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ہر قسم کے گناہ سے بچیں اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کریں۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ شیخ البانیؒ

منورہ میں بھی رہے۔ جب آپ حدیث کا درس دیتے تو طلباء دوسری کلاسیں چھوڑ کر ان کے درس میں شریک ہو جاتے اور ان سے خوب علمی استفادہ کرتے۔

علامہ موصوف نے تصنیف و تالیف میں بھی بے پناہ خدمات سرانجام دیں اور آپ نے کئی علمی جواہر پارے اپنی یادگار چھوڑے۔ آپ کی مطبوعہ کتب کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے۔

بلاشبہ وہ اس دور کے نامور محدث اور عظیم عالم دین تھے۔ انہوں نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے اسلام کی بڑی خدمت کی۔

کاروان محدثین کا یہ عظیم مجاہد ۹۰ سال اس دنیا کی نیرنگی کا تماشہ دیکھ کر ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کی شام اس دنیائے فانی سے آخرت کی منزل کی طرف روانہ ہوا۔

تفصیلات آئندہ شمارہ میں

اللھم اغفر لہ وارحمہ